

تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہارے اعمال کو ضائع و بر باد نہیں ہونے دیگا۔

--☆☆--

خطبہ (۲۵)

انصار کے بارے میں

پیغمبر ﷺ کی رحلت کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ کی خبریں امیر المؤمنین علیہ السلام تک پہنچیں تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ: ”انصار کیا کہتے تھے؟“ لوگوں نے کہا کہ: وہ کہتے تھے کہ ایک ہم میں سے امیر ہو جائے اور ایک قم میں سے حضرتؐ نے فرمایا کہ: ”تم نے یہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ انصار میں جو اچھا ہواں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور جو برا ہواں سے درگزر کیا جائے۔“ لوگوں نے کہا کہ اس میں ان کے خلاف کیا ثبوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ: ”اگر حکومت و امارت ان کیلئے ہوتی تو پھر ان کے بارے میں دوسروں کو وصیت کیوں کی جاتی؟“ پھر حضرتؐ نے پوچھا کہ: ”قریش نے کیا کہا؟“ لوگوں نے کہا کہ: انہوں نے شجرہ رسولؐ سے ہونے کی وجہ سے اپنے اختناق پر استدال کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ: ”انہوں نے شجرہ ایک ہونے سے تو استدال کیا، لیکن اس کے پھلوں کو ضائع و بر باد کر دیا۔“

--☆☆--

مَعْكُمْ وَلَنْ يَتَرْكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝

-----☆☆-----

(۶۵) وَمِنْ كَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

فِي مَعْنَى الْأَنْصَارِ

قَالُوا: لَمَّا اثْنَاهُتُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَبِعَهُ السَّقِيفَةَ بَعْدَ وَفَاتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا قَالَتِ الْأَنْصَارُ؟ قَالُوا: قَالَتْ: مِنَّا أَمِيرٌ وَ مِنْكُمْ أَمِيرٌ، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ: بِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصَّى بِأَنَّ يُحْسَنَ إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَ يُتَجَازَ عَنْ مُسِيِّعِهِمْ؟ قَالُوا: وَمَا فِي هَذَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَوْ كَانَتِ الْأِمَارَةُ فِيهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ بِهِمْ. ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فَبَذَادًا قَالَتْ قُرْيُشٌ؟ قَالُوا: احْتَجَتْ بِأَنَّهَا شَجَرَةُ الرَّسُولِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: احْتَجُوا بِالشَّجَرَةِ وَأَضَاعُوا الشَّيْرَةَ.

-----☆☆-----

ط سقیفہ بنی ساعدہ کے واقعات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انصار کے مقابلے میں مہاجرین کی سب سے بڑی دلیل اور وجہ کامرانی یہی چیز تھی کہ قریش چونکہ پیغمبر ﷺ کے بحق وہ قبیلہ میں، لہذا ان کے ہوتے ہوئے کوئی غیر خلافت کا حقدار نہیں ہو سکتا اور اسی بنا پر انصار کا حجم غیر تین مہاجرین کے سامنے تھیمارڈا لئے کو تیار ہو گیا اور وہ نسلی امتیاز کو پیش کر کے خلافت کی بازی جتنے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ مورخ طبری واقعات سقیفہ کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

جب انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں سعد ابن عبادہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے اجتماع کیا تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور ابو عبیدہ ابن جراح بھی سن گن پا کر وہاں پہنچ گئے۔ اس موقعہ کیلئے حضرت عمر نے پہلے سے کچھ سوچ لیا تھا جسے کہنے

کیلئے اٹھے، مگر حضرت ابو بکر نے انہیں روک دیا اور کھڑے ہو گئے اور اللہ کی حمد و شا اور مہاجرین کی بھرت اور سبقت ایمانی کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

فَهُمْ أَوَّلُ مَنْ عَبَدَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَ امْنَ بِاللَّهِ وَ بِالرَّسُولِ، وَ هُمْ أَوْلَى أُوْلَئِكَ عَشِيرَتُهُ، وَ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِهِ، وَ لَا يُنَازِعُهُمْ ذَلِكَ إِلَّا ظَالِمٌ.

یہ وہی میں جہنوں نے سب سے پہلے زمین میں اللہ کی پرستش کی اور سب سے پہلے اللہ و رسول ﷺ پر ایمان لائے۔ یہی پیغمبر ﷺ کے دوست اور ان کے کنبہ والے ہیں اور یہی سب سے زائد خلافت کے حقدار ہیں، جو ان سے بگرائے گا وہ ظالم ہو گا۔ (بلبری، ج ۲، ج ۲۵)

جب حضرت ابو بکر اپنایا ختم کر چکے تو حباب ابن منذر کھڑے ہوتے اور انصار سے مقاطب ہو کر فرمایا کہ:

اے گروہ انصار! تم اپنی باگ ڈور دوسروں کے ہاتھ میں نہ دو۔ دنیا تمہارے سایہ میں بس رہی ہے۔ تم عزت و ثروت والے اور قبیلے جتنے والے ہو۔ اگر مہاجرین کو بعض چیزوں میں تم پر فضیلت ہے تو تمہیں بھی بعض چیزوں میں ان پر فویت حاصل ہے۔ تم نے انہیں اپنے گھروں میں پناہ دی، تم اسلام کے بازوئے شمشیر زن ہو، تمہاری وجہ سے اسلام اپنے پیروں پر کھرا ہوا، تمہارے شہروں میں آزادی سے اللہ کی نمازیں قائم ہوئیں، تم تفرقہ و انتشار سے اپنے کو بچاؤ اور اپنے حق پر تکھتی سے مجھے رہو اور اگر مہاجرین تمہارا حق تسلیم نہ کریں تو پھر ان سے کہو کہ: ایک امیر تم میں سے ہو گا اور ایک امیر ہم میں سے ہو گا۔

حباب یہ کہ کریٹھے ہی تھے کہ حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

هَيَّاهَ لَا يَجِدُونَ إِثْنَانِ فِي قَرْبٍ، وَاللَّهُ! لَا تَرْضَى الْعَرَبُ أَنْ يُؤْمِرُوكُمْ وَ نَيِّنُهَا مِنْ غَيْرِ كُمْ وَ لِكُنَّ الْعَرَبَ لَا تَمْنَعْ أَنْ تَوْلِي أَمْرَهَا مِنْ كَانَتِ النُّبُوَّةُ فِيهِمْ وَ قَلْلٌ أَمْوَرَهُمْ مِنْهُمْ، وَ لَنَا بِذِلِّكَ عَلَى مَنْ أَيْ مِنَ الْعَرَبِ الْحَاجَةُ الظَّاهِرَةُ وَ السُّلْطَانُ الْمُبِينُ مَنْ ذَا يُنَازِعُنَا سُلْطَانَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ إِمَارَتَهُ وَ خَنْ أُولَيَاً وَ عَشِيرَتُهُ إِلَّا مُدْلٍ بِبَاطِلٍ أَوْ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ وَ مُتَوَرِّطٍ فِي هَلْكَةٍ.

ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک زمانہ میں دو (عمران) جمع ہو جائیں۔ خدا کی قسم! عرب اس پر بھی راضی نہ ہوں گے کہ تمہیں امیر بنائیں۔ جب کہ نبی ﷺ تم میں سے نہیں ہے۔ البتہ عرب کو اس میں ذرا پس و پیش نہ ہو گا کہ وہ خلافت اس کے حوالے کریں کہ جس کے گھرانے میں نبوت ہوا اور صاحب امر بھی انہی میں سے ہو اور انکار کرنے والے کے سامنے اس سے ہمارے حق میں کھلم کھلا دلیل اور واضح برہان لائی جاسکتی ہے۔ جو ہم سے محمد ﷺ کی سلطنت و امارت میں بگرائے

گا، وہ باطل کی طرف جھکنے والا، نہ کہا کام تکب ہونے والا اور رطہ بلا کت میں گرنے والا ہے۔ (بلجی، ج ۲، ص ۲۵۷)

حضرت عمرؓ کے بعد حباب پھر کھڑے ہوئے اور انصار سے کہا کہ:

دیکھو! اپنی بات پر ڈٹے رہو اور اس کی اور اسکے ساتھیوں کی باتوں میں نہ آؤ۔ یہ تمہارے حق کو دبا ناچاہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ

نبیس مانے تو انہیں اپنے شہروں سے نکال باہر کرو اور خلافت کو سنبھال لو۔ بھلائم سے زیادہ اس کا کون حقدار ہو سکتا ہے۔

حباب خاموش ہوئے تو حضرت عمرؓ نے انہیں سخت سست کہا۔ ادھر سے بھی کچھ تخفیخ کلامی ہوئی اور بزم کارنگ بگز نے لکھا۔ ابو عبیدہ نے جب یہ دیکھا تو انصار کو ٹھنڈا کرنے اور اپنے ڈھرے پرلانے کیلئے کہا کہ:

اے گروہ انصار! تم وہی لوگ ہو جنہوں نے ہمیں سہارا دیا، ہماری ہر طرح کی مدد امداد کی، اب اپنی روشن کوہ بدلو اور

اپنے طور طریقوں کو نہ چھوڑو۔

مگر انصار ان باتوں میں نہ آتے اور وہ سعدؓ کے علاوہ کسی کی بیعت کرنے کو تیار نہ تھے اور ان کی طرف لوگ بڑھا ہی چاہتے تھے کہ سعد کے

قبیلہ کا ایک آدمی بشیر خزرؓ کی کھڑا ہوا اور کہنے لਾ کر:

بے شک ہم نے جہاد میں قدم بڑھایا، دین کو سہارا دیا۔ مگر اس سے ہماری غرض صرف اللہ کی رضا مندی اور اس کے

رسول ﷺ کی اطاعت تھی۔ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم حقوق جلتائیں اور خلافت میں بھگڑا کریں۔ إِنَّ مُحَمَّداً

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَرَبِيْشِ وَ قَوْمَهُ أَحَقُّ بِهِ وَأَوْلَىٰ: ”محمد ﷺ قربیش میں سے تھے، لہذا ان کی نیابت ووراثت کا حق بھی

انہی کی قوم کو پہنچتا ہے۔“

بشیر کا یہ کہنا تھا کہ انصار میں پھوٹ پڑگئی اور اس کا مقصد بھی یہی تھا، پونکہ وہ اپنے کنبد کے ایک آدمی کو اس طرح بڑھتے ہوئے نہ دیکھ سکتا تھا، لہذا مہاجرین نے انصار کے اس افراق سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور حضرت عمر اور ابو عبیدہ نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کا تھیہ کر لیا۔ ابھی وہ بیعت کیلئے بڑھے ہی تھے کہ بشیر نے سب سے پہلے بڑھ کر اپنا ہاتھ حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر رکھ دیا اور پھر حضرت عمر اور ابو عبیدہ نے بیعت کی اور پھر بشیر کے قوم قبیلے والے بڑھے اور بیعت کی اور سعدا بن عبادہ کو پیرول تلے روند کر رکھ دیا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام اس موقع پر پیغمبر ﷺ کے غسل و ناف میں مصروف تھے۔ بعد میں جب سقینہ کے اجتماع کے متعلق سماں اور انہیں یہ معلوم ہوا کہ مہاجرین نے اپنے کو پیغمبر ﷺ کا قوم و قبیلہ کہہ کر انصار سے بازی جیت لی ہے تو یہ طیف جملہ فرمایا کہ: ”شجرہ ایک ہونے سے تو دلیل لائے ہیں اور اس کے چلوں کو ضائع کر دیا ہے کہ جو پیغمبر ﷺ کے الہمیت ہیں،“ یعنی اگر شجرہ رسولؐ سے ہونے کی بنا پر ان کا حق مانا گیا ہے تو جو اس شجرہ درسالت کے چھل ہیں وہ کیونکر نظر انداز کئے جاسکتے ہیں؟۔ حیرت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ جو ساتوں پشت پر اور حضرت عمر جو نویں پشت پر رسول ﷺ سے جا کر ملتے ہیں، وہ تو پیغمبر ﷺ کا قوم و قبیلہ بن جائیں اور جوابن عم تھا اسکے بھائی ہونے سے بھی انکار کر دیا جاتا ہے۔

